حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

قرآن حکیم

ایک لافانی کتاب اور اس کے تقاضے

حسب ذیل خطاب سے حضرت شیخ الحدیث نے ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۶۸ء کو مسجد قاسم علی خان پشاور میں، حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی اور مولانا محمد یعقوب القاسمی فاضل حقانیہ کی دعوت پر انجمن تبلیغ قرآن و سنت کے درسوں کا افتتاح فرمایا ——— (ادارہ)

★

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ——

محترم بزرگو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بے حد ممنون ہوں اور آپ کی اس مہربانی کا شکرگزار ہوں کہ ایسی مقدس مجلس میں جس میں درس قرآن کریم کا افتتاح ہو رہا ہے، مجھے شرکت کا موقع دیا۔ مجھ جیسے کم علم اور بیمار انسان کو اس امر کا لائق سمجھا گیا۔ یہ آپ لوگوں کی ذرہ نوازی ہے۔

درس قرآن کی فضیلت حضرات! درس قرآن کی مجلس ان مجالس میں سے ہے جس کے بارہ میں حضور اقدس نے ارشاد فرمایا:

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتدارسون القرآن الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة وذكرهم الله فی من عنده۔ ....

جب بھی کوئی جماعت اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے بیٹھی ہو تو رحمت کے فرشتے اسے ڈھانپ لیتے ہیں رحمت خداوندی اسے گھیر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے مقربین یاد کرتا ہے۔

آج اگر کسی معمولی سی عزت اور حاجت کیلئے کوئی ہمارا نام لے لیتا ہے تو اس پر فخر اور خوشی کی جاتی ہے تو جب احکم الحاکمین کے دربار اور فرشتوں کی مجلس میں ذکر آجائے تو کتنی عزت اور خوشی کی بات ہوگی —— دین کیلئے اجتماع میں مجمع کا زیادہ ہونا ضروری نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مقامات میں ذکر کیا : ما اجتمع قوم ۔ گویا جب بھی چند افراد دین کے لئے اکٹھے ہو جائیں وہ اس بشارات اور نزول رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے ۔

دین کی خدمت تھوڑے اور غریب لوگوں نے کی | یہ خدا کی شان ہے کہ دین کی خدمت ہمیشہ ابتداہی سے کم اور غریب طبقہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔ وقلیلٌ من عبادی الشکور۔ میرے بندے کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔ مگر ان قلیل افراد نے جب ہمت اور حوصلہ نہ ہارا تو خدا نے ان کے ہاتھ سے اپنی قدرت کاملہ سے وہ وہ کارنامے ظاہر کرائے کہ دنیا حیران ہوئی ۔

کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً	بسا اوقات تھوڑی جماعت اللہ کی مرضی سے
کثیرۃً باذن اللّٰہ ۔	بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے ۔

آج ہم اور آپ جس قرآن کے سیکھنے کیلئے یہاں بیٹھے ہیں دنیا کی اکثریت اس کے سیکھنے پڑھنے تلاوت کرنے اور اس کے معانی و مفاہیم سمجھنے کی مخالفت کرتی ہے اور یہ مخالفت کوئی نئی بات نہیں۔ خود قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے :

وقال الذین کفروا لا تسمعوا	اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو
لھذا القرآن والغوا فیہ	شور و شغب کرتے رہو شاید تم اس طرح
لعلکم تغلبون ۔	مسلمانوں پر غالب آجاؤ ۔

گویا یہ کہا گیا کہ اس مجلس درس میں شمولیت نہ کر بیٹھو، سینماؤں کی سیر کرو، بازاروں کے ہنگامے دیکھو، ریڈیو سنو اس قرآن کے سننے سے کیا فائدہ ——

—— تو قرآن کی اشاعت اور تعلیم کی اس وقت سے مخالفت چلی آرہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائناتؐ کو مبعوث فرمایا مگر ایک قلیل جماعت حضورؐ کے جان نثاروں کی بھی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر اور ان جیسے چند حضرات حضرت بلالؓ ، جامع القرآن حضرت عثمانؓ ، فاروق بین الحق و الباطل حضرت فاروقؓ ، حضرت سیدنا علیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر باش رہے ، قرآن پاک سیکھنے کے لئے زندگی وقف کی تو اللہ نے اس قلیل جماعت کے ذریعہ دنیا کو اس وقت بھی منہ توڑ جواب دیا اور اب بھی دیتا ہے اور اعلان ہے :

الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ	اگر تم رسول کی مدد نہ کرو تو خدا نے اس کی مدد فرمائی

اذا اخرجه الذین کفروا ثانی — ہے، ایسے وقت میں جبکہ کافروں نے انہیں
اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول — مکہ سے نکال دیا دو میں سے ایک جبکہ دونوں
لصاحبه لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ — غار میں پناہ لئے ہوئے تھے جبکہ حضورؐ اپنے ساتھی
حضرت صدیقؓ سے کہنے لگے غم مت کرو اللّٰہ ہمارے ساتھ ہے

دین کسی کی مدد کا محتاج نہیں اے روئے زمین کے باشندو کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری مدد سے یہ دین چل رہا ہے، اسلام کی ترقی ہے، نہیں اگر تم سب روئے زمین کے باشندے اپنی مدد چھوڑ دو یہاں تک کہ مخالفت پر کھڑے ہو جاؤ مگر جب کہ خدا کو قرآن کی حفاظت اور اسلام کی قوت منظور ہے، تو یہ محفوظ اور باقی رہے گا۔ آج دنیا میں قرآن کے مقابلہ میں کئی کتابیں ہیں، انجیل، اور تورات جن کا اصل واقعی آسمانی تھا۔ ان کی پشت پر دولتمندوں کی دولت حکومتوں کی قوت، مشنریوں کی چاپلوسی، خوش خلقی، خدمت وغیرہ کی شکل میں موجود ہے۔ دنیا کی قومیں ان کی اشاعت کے لئے مصروف ہیں مگر جس چیز کی حفاظت خدا نہ کرنا چاہے وہ کب محفوظ رہ سکتی ہے۔ آج انجیل اور تورات کا کوئی حافظ دنیا میں موجود نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ایک غیر محرّف اور صحیح نسخہ مل سکتا ہے ـــ صرف انجیل میں ایک پادری نے ۳۰ ہزار غلطیوں کا اعتراف کیا ہے۔ اور قرآن کی پشت پر نہ حکومت ہے نہ قوت نہ دولت اور اس میں بھی خدا کی حکمت ہے کہ خدا نے حکومت اور قوت کے ذریعہ قرآن کی حفاظت نہیں کرائی۔ دورِ خلافت راشدہ کے بعد الا ماشاء اللّٰہ عمر بن عبدالعزیزؒ، ہارون الرشیدؒ، اورنگ زیبؒ عالمگیر، غیاث الدین بلبنؒ جیسے گنے چنے حکام اور امراء بھی خدا نے پیدا کئے جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت کی مگر اس خدمت نے ان لوگوں کو دوام بخشا۔ قرآن ان کا محتاج نہیں تھا۔ ان لوگوں نے قرآن اور دین کو اپنا کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لی۔ ان میں سے ایک غیاث الدین بلبن کے بارہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ محل کی تقریباً ایک ہزار کنیزوں اور خادماؤں کے لئے یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ہر کنیز قرآن پاک کی حافظہ ہو۔

موت کا ہر وقت خیال ان کی نشستگاہ اور خوابگاہ میں کفن سامنے لٹکا رہتا تھا کہ کسی حالت میں خداوند کریم کی یاد اور موت بھول نہ جائیں، اور یہ تو بلبن جیسے نیک اور پارسا بادشاہ کی حالت ہے۔ اکبر جو بڑا ملحد اور بے دین گذرا ہے۔ اپنی سلطنت اور حکومت کے استحکام کیلئے ایک ایسا دین اس نے بنایا جو عجیب وغریب معجون مرکب تھا۔ تاکہ سب مذاہب والے خوش رہیں ایک ایسا ماڈرن دین بنایا جس سے آج کے بے دین بھی استفادہ کر رہے ہیں ـــ تو اکبر نے

پائیدار حکومت کی امید میں ایک مخلوط مذہب کی داغ بیل ڈالدی جو دینِ الٰہی کہلاتا ، بائیبل ، انجیل اور قرآن وغیرہ سب کا مجموعہ تھا کہ کسی کو شکوہ شکایت کا موقع نہ ملے ۔ گویا بامسلماں اللہ اللہ بابرہمن رام رام کے مصداق تھا ۔ الغرض اسکی لادینی اور گمراہی کی مثال نہیں ملتی ۔ مگر پھر بھی جیساکہ کتابوں میں لکھا ہے اسے قبر اور برزخ کی تنہائی اور تاریکی کا فکر دامنگیر ہوا ۔ دماغ پہ ایک بار یہ تصور ایسا چھا گیا کہ نیند اچاٹ ہوگئی ، وزراء نے اس کا فکر اور پریشانی دور کرنے کی ترکیبیں سوچیں اس کے ایک وزیر بیربل نے تسلی دینا چاہی اور کہا کہ بے غم اور بے فکر رہو ، مسلمان کہلاتے ہو تمہاری قبر میں حضور اقدس ؐ کے انوار و برکات کی روشنی پڑتی رہے گی تو تمہیں وحشت نہ ہوگی ۔ تو میرا مقصد یہ نہیں کہ اکبر واقعی اس نور و برکت کا مستحق ہو سکے گا یا نہیں ۔؟ صرف یہ مقصد ہے کہ اس وقت اکبر جیسے بے دین کو بھی آخرت کی فکر ہوتی ۔۔۔ مگر آج تو اس تصور کو بالکل پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور اس پر ایمان بھی بہت ہی کم لوگوں کا رہ گیا ہے ۔ بلبن نے عمر بھر کفن سامنے رکھوایا خادم کو حکم تھا کہ تہجد کے وقت جگایا کرو ، نہ اٹھوں تو چارپائی الٹا دیا کرو کہ کہیں تہجد قضا نہ ہو جائے ۔۔۔ تو یہ چند حضرات تو تاریخ کے روشن ستارے ہیں ۔

دین کی حفاظت حکومت اور دولت سے نہ کرانے میں کیا حکمت ہے ؟ عموماً دین کی خدمت خدا نے حکومت اور اقتدار کے ذریعہ نہیں کرائی ، اور اس میں ایسی ہی حکمت ہے جیسی کہ بیت اللہ شریف کا حجاز جیسے خشک اور لق و دق صحراء میں واقع ہونے کی ہے ۔۔۔ آج عشاق ہزاروں روپے خرچ کر کے مکہ جاتے ہیں ، اگر وہ خطہ باغات کا ہوتا نہریں اور چشمے بہتے پھول اور مرغزار ہوتے ، یورپ کی طرح تفریح گاہیں ہوتیں تو اقوام عالم کہتیں کہ مسلمان سیر و تفریح کے لئے وہاں جاتے ہیں مگر وہ تو وادی غیر ذرع (بن کھیتی زمین) ہے نہ سبزہ ہے نہ سیر و تفریح کا سامان خالص اللہ اور اس کے گھر کی خاطر لوگ جاتے ہیں ۔ اور دنیا کی کوئی دوسری قوم اللہ کی خاطر اتنی بڑی تعداد میں کہیں جمع نہیں ہوتی تو اگر دین کی حفاظت خدا نے امراء حکام اور دولتمندوں سے کرائی ہوتی تو مخالفین اسلام طعنہ زنی کرتے کہ یہ دولت اور قوت کے کرشمے ہیں حکومت اور اقتدار اسکی پشت پر ہے ۔۔۔ تو خدا نے بتلا دیا کہ صرف میں ہی اسکی حفاظت کرنے والا ہوں :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون ۔	بیشک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں ۔

قرآن کی حفاظت بائیبل کی پشت پر سارا یورپ ہے مگر ایک نسخہ کا حافظ بھی نہیں اور

نہ انجیل کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس پر سارے عیسائیوں کا اتفاق ہو اور یہ آج کی بات نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے تھوڑے عرصہ بعد ہی سینکڑوں نسخے رائج ہوئے۔ پھر مروجہ چار انجیلوں کا انتخاب بھی عجیب طرح سے ہوا کہ ساری اناجیل کو ایک میز پہ رکھ کر ہلایا گیا، جو گر گئیں وہ ساقط الاعتبار ہوئیں، اور جو چار نسخے باقی رہ گئے وہ قابل عمل سمجھے گئے ۔۔۔ جس کتاب کا انتخاب ایسی مضحکہ خیز قرعہ اندازی سے ہوا ہو اس کا مقابلہ قرآن کریم سے کب کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی الحمدللہ اس مختصر سی مجلس میں بیس تیس حافظ قرآن موجود ہوں گے اور یہ اس لئے کہ احکم الحاکمین نے خود اسکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

محفوظ چیز کی پناہ لینے والے محفوظ رہتے ہیں | جب قرآن پاک محفوظ رہے گا تو اس کے دامن میں جو آجائیں گے وہ بھی محفوظ رہیں گے۔ آج اگر سارے ملک پر بمباری ہو ملک کی کوئی جگہ محفوظ نہ ہو اور حکومت وقت اعلان کر دے کہ اس پشاور کو ہم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اس پر کوئی بم نہ گرا سکے گا تو اگر باہر کے رہنے والے لوگ اپنی حفاظت چاہیں تو اس کا علاج یہی ہوگا کہ سب لوگ اسی شہر میں آجائیں۔ گویا محفوظ رہنے کے لئے محفوظ جگہ میں ہونا ضروری ہے۔ تو قرآن پاک جو محفوظ ہے اور جسکی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے، اس کے دامن میں جو آجائے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔

قرآن پاک کا مقابلہ ناممکن ہے | جسطرح اللہ کی مخلوقات مثلاً آسمان زمین چاند سورج کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اسی طرح ایک چیز پیدا کر کے کھڑی کر دیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا، جب قرآن کریم خدا کی صفت ہے تو اس کا مقابلہ بھی ناممکن ہے چودہ سو سال گذر گئے ہیں مگر ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایسی آیت بتلا دو جس میں حضور اقدسؐ کے بعد کسی قسم کی تبدیلی آئی ہو۔ کوئی دشمن اور مخالف یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ۔۔۔ خداوند کریم نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ جس شکل میں اسے نازل فرمایا وہی الفاظ ہو بہو آج بھی موجود ہیں ۔۔۔ اس طویل عرصہ میں کتنے انقلاب آئے، پاکستان نواب قائم ہوا، تاتاریوں کا فتنہ چنگیز اور ہلاکو کی فتنہ سامانیوں کی مثال نہیں ملتی، جن چن کر علماء اور صلحاء کو انہوں نے ختم کیا، اسلامی آثار اور معابد مٹا دیئے۔ قرآن کریم کے نسخے اور اسلامی علوم کے ذخیرے دریاؤں میں ڈبو دئے اور حجاج بن یوسف نے ایک لاکھ سے زائد علماء و صلحاء تابعین اور حفاظ قرآن کو قتل کیا انگریز سارے عالم اسلام پر چھا گیا۔ مگر قرآن پاک کی حفاظت خدا نے اس پورے عرصہ میں کی۔ اسی نے جو حفاظت کا وعدہ کیا تھا اُسے پورا کیا۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

ہر دور میں وعدۂ حفاظت کا ظہور | خداوند کریم عموماً اسباب کے ذریعہ کام کرواتا ہے۔ تو قرآن کریم کے سلسلہ میں اس وعدۂ حفاظت کا ظہور بھی اس طرح ہوتا رہا کہ ہر دور میں اپنے مقبول بندوں اور عباد صالحین کے دلوں میں اسکی تعلیم اور تعلّم اور حفاظت کی تڑپ ڈال دی، اور جب بادشاہ کسی اہم کام کے کرنے کا اعلان کر دیتا ہے تو ـــــ محنتیں اور چیدہ چیدہ افراد کو اس کام پر مامور کر دیا جاتا ہے ـــــ تو خدا نے جس قوم اور جس فرد کو یہ جذبہ دیا کہ قرآن سنے، سیکھے اور لوگوں کو سنا دے تو یہ اسکی سعادتمندی اور مقرب و مقبول خدا ہونے کی نشانی ہے کہ خدا نے ایسے جلیل القدر کام کیلئے اس کا انتخاب فرمایا ورنہ وہ اس کیلئے کسی کا محتاج نہ تھا۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ـــــ یہ احسان خدا کا تمہارے اوپر ہے، وہاں تو مخلوق کی بے حساب درخواستیں ہیں کہ کسی کام کے شرف سے نواز دو۔ مگر اس نے تمہیں اپنی غلامی میں لیا تمہارا احسان نہیں بلکہ اس کا کرم ہے کہ تمہارے دلوں میں دین کی تڑپ ڈالدی اور تمہیں فانی کی بجائے باقی اور دائم کتاب سے جوڑ دیا جو خود محفوظ ہے، تو تمہیں بھی محفوظ بنا دے گی ـــــ مگر افسوس کہ آج مسلمان بھی اپنی حفاظت اور ترقی دیگر امور میں تلاش کرتے ہیں، حقیقی ترقی اور حفاظت تو قرآن اپنانے سے نصیب ہو سکتی ہے ـــــ کاش! مسلمانی کے دعووں کے ساتھ ساتھ آج کے بد دینوں میں کچھ تو جذبہ قرآن کی خدمت کا ہوتا۔ آج زراعت اور صنعت کے لئے وقت نکال سکتے ہیں، تفریح اور سینماؤں کیلئے مخصوص وقت ہے۔ مگر درس قرآن اور تعلیم دین کا شغف نہیں رہا اور کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مولویوں کا کام ہے، ہمیں اتنی فرصت کہاں ـــــ اور کئی ایسے طنزیہ جملے بولتے ہیں۔

غیر محتاط گفتگو کا نتیجہ | یہ ایسے طنزیہ جملے ہیں کہ اگر رحمۃ للعالمین کی دعائیں نہ ہوتیں اور اسکی امت میں شمار نہ ہوتے تو ایسے جملوں سے لوگوں کے چہرے خنزیر اور بندروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے مگر حضورؐ کی دعا تھی کہ اے اللہ میری امت کو خسف اور مسخ سے محفوظ رکھ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو ایسے جملوں سے کیا کیا عذاب دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ـــــ افسوس! کہ مسلمان بلاسوچ وسمجھ طنز و مذاق اور تمسخر کی شکل میں ایسی ایسی باتیں منہ سے نکال دیتے ہیں جس سے سارے اعمال صالح ضائع ہو جاتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے باب باندھا کہ مسلمان کو حبط اعمال کا ہر وقت خطرہ رہنا چاہیئے۔ حضرت حسن بصریؒ ہر وقت متفکر خاموش اور پریشان

رہتے، کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ کیا خبر غفلت میں کوئی ایسی بات منہ سے نکلی ہو جس سے ایمان اور اعمال سب کچھ ضائع ہو چکے ہوں ۔۔۔۔ الغرض خدا کا کلام خدا کی صفت ہے خدا اور اسکی صفات باقی ہیں۔ تو جنہوں نے اپنے آپ کو اس کے ساتھ وابستہ کیا وہ بھی باقی بن گئے ۔۔۔۔

قرآن کے انوار و برکات کا مشاہدہ | صاحب کشف بزرگوں پر جب اس کے برکات و انوار کا انکشاف ہوا تو انہوں نے قرآن کی خدمت کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنالیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے قرآن مجید کے درس و تدریس اور ترجمہ و تفسیر کو عمر بھر اپنا مشغلہ بنایا تو حضرت فضل الرحمان گنج مراد آبادی جو صاحب کشف بزرگ تھے، حدیث رسول کے عاشق تھے، وصیت فرمائی تھی کہ وصال کے وقت حدیث کی تلاوت کرتے رہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غالباً انہوں نے اپنا کشف بیان کیا کہ شاہ عبدالقادر مرحوم کی تدفین کے وقت چاروں طرف سے ۱۴ میل کے رقبہ سے عذاب قبر اٹھایا گیا۔ ایک شاہ صاحب کی برکت سے اتنا فائدہ ہوا اور اسکی مثال ایسی ہے کہ یہ بجلی کی روشنی ہے، یہ بجلی کا پنکھا چل رہا ہے کسی خاص آدمی کے لئے مگر فائدہ اوروں کو بھی پہنچ رہا ہے۔

شیخ الہندؒ اور مولانا احمد علیؒ کی مثال | ہمارے استاذ الاساتذہ حضرت شیخ الہندؒ سے زندگی بھر کی سب سے زیادہ قابل قدر دینی خدمت کے بارہ میں دریافت کیا گیا کہ جس سے آخرت کی نجات کی امید وابستہ ہو تو فرمایا کہ میں نے حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو بامحاورہ کر دیا ہے، یہ اُس بزرگ کا ارشاد ہے جس کے مساعی جمیلہ کی بدولت آج ہم آزاد ہیں، انگریز نے کہا کہ اگر ہم انہیں جلا بھی دیں تو ان کی راکھ سے بھی برطانیہ برباد کی آواز آئے گی۔ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ نے ساری بغاوت کو حضرت شیخ الہند کی کارروائی قرار دی ہے۔ مالٹا کی اسارت، اللہ کی راہ میں جہاد اور تکالیف یہ سب خدمات جلیلہ اور قابل نجات اعمال تھے۔ مگر پوچھنے والے کے جواب میں آنسو جاری ہوئے اور فرمایا مجھ جیسا مجبور و ناتوان کیا خدمت دین کر سکے گا ۔۔۔ ہاں مگر حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی تسہیل کی ہے اور اسی خدمت کو بغل میں دبائے خدا کے ہاں حاضر ہوں گا۔

اسی طرح حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم شیخ التفسیر لاہوریؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے، چالیس پچاس سال تک قرآن پاک کا درس دیا۔ جب ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے بعض طالب العلم دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر وہاں درس میں شرکت کرتے تو بے حد خوش ہو کر دعائیں دیتے ۔۔۔

درس میں ایک ایک طالب العلم بڑھنے سے خوش ہوتے۔ اور قرآن کی خدمت نے ان کو کیسا دوام بخشاکہ وصال کے بعد قبر مبارک کی مٹی سے عجیب خوشبو لاکھوں لوگوں نے محسوس کی دس بیس دن بعد میں نے خود جاکر قبر مبارک کی مٹی سونگھی اور ایک عجیب کیفیت پائی ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

امام بخاریؒ کے مزار سے ۶ ماہ تک خوشبو آتی رہی جو کہ حدیث رسول کی برکات کا ظہور تھا لوگ قبر کو بھرتے تھے اور وہ پھر خالی ہوجاتی تھی۔ آخر لوگوں نے دعا کی تو اس کرامت کا ظہور بند ہوا۔

آیت کی تشریح | اب مختصراً اور تبرکاً جو آیت ابتداء میں پڑھی گئی ہے۔ اسکی تشریح کرتا ہوں۔ یسبح للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض۔ خدا کی پاکیزگی اور تقدیس کرتی ہے۔ ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ منبع الکمالات ہے، سارے عالم کے کمالات اسی سے ہیں، جہاں کہیں علم ہے یا طاقت ہے اور شجاعت ہے جو بھی خوبی پائی جاتی ہے، یہ اُسی کی کرشمہ سازی ہے، چاند اور سورج اور ستاروں کو یہ حسن کس نے دیا۔؟ اور کس نے انہیں پیدا کیا۔؟ کافروں کو بھی اعتراف ہے کہ خدا نے پیدا کیا۔

ولئن سألتھم من خلق السموات ۔ اگر ان مشرکین سے تو پوچھے کہ یہ زمین اور
والارض لیقولن اللّٰہ ۔ آسمان کس نے پیدا کئے، تو جواب میں کہیں گے کہ اللہ نے۔

یوم المیثاق کا سبق | آج کمیونزم پھیل رہا ہے، دہریت کا پرچار ہے، مگر واللہ العظیم جو سبق ہمیں یوم المیثاق میں دیا گیا ہے دلوں میں بے اختیار سمایا ہوا ہے وہ سبق الست بربکم کا تھا جب خداوند تعالیٰ نے تمام مخلوق سے دریافت کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب نے یک زبان ہوکر کہا بلیٰ انت ربنا بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ ایمان کی چنگاری ایسی دبی ہوتی ہے، جیسا کہ ہیرا یا انگارہ راکھ میں دب جاتا ہے مگر ذراسی ہوا لگے تو چمک اٹھتا ہے اور انگارہ جلنے لگتا ہے۔ روس میں مخالف خدا تحریک کا بڑا لیڈر جب مرنے لگا تو اس کے منہ سے بے اختیار خدا کا نام نکلا آج بھی یہ لوگ خدا سے ہٹ کر اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے معبودات باطلہ کی کسی نہ کسی شکل میں پرستش کر رہے ہیں۔ اور کچھ نہ ہو تو اپنے رہنماؤں اور اپنی تحریک کو انہوں نے خدا اور مذہب جیسا مقام دیا ہوا ہے جس سے وہ اپنی روحانی تشنگی کی تسکین کرنا چاہتے ہیں۔

مصیبت میں ہر شخص خدا کی طرف لوٹتا ہے | فرعون عمر بھر خدائی کا دعویٰ کرتا رہا مگر جب موت آئی تو آمنت انہ لا الٰہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل کہنے لگا کہ میں ایمان لایا اس

رب پر جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے، مگر فرشتہ نے منہ میں کیچڑ ٹھونس دیا کہ اب ایمان لاتا ہے، اس سے قبل تو تو بڑا سرکش اور نافرمان تھا ـــ پچھلے دنوں ذرا تیز زلزلہ آیا تو ساری سرکشی اور نافرمانی اور ساری ہلچل ختم ہو گئی ہر شخص پیشانی کے بل زمین پر گر پڑا اور سجدہ میں اللہ کو پکارنے لگا، کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں لوگ خدا کے سامنے گڑگڑا نہ رہے ہوں تو یہ ہے خداوند کریم کا تسلط دلوں پر ـــ اور ہر دہریہ مرنے کے وقت ایمان لانے لگتا ہے۔ مگر اس وقت کا ایمان لانے لگتا ہے۔ مگر اس وقت کا ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ تو خدا کے وجود کا علم ہمیں یوم المیثاق میں دیا گیا، سب کے ارواح نے پکار کر ربوبیت باری تعالیٰ کا اعتراف کیا اب مسلمان تو خوشی اور رضی سے اور کفار اور فساق سختی کے وقت اس کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر ایمان خوشی کا معتبر ہوگا، اختیار اور مرضی کا موجب نجات ہوگا ـــ تو یہ خدا کی قدرت کاملہ کا ایسا ظہور ہے جس سے انکار کرنا جاہل کا کام ہے ـــ

کائنات کا ہر ذرہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ یہ جو آیت میں ارشاد ہوا کہ عرش سے لیکر فرش تک کائنات کی ہر چیز خدا کی پاکیزگی کرتی ہے کہ خدا ہر عیب سے منزہ ہے اور ہر چیز میں واقعی زندگی ہے اور اس کے مناسب علم بھی ہے۔ کلٌ قد علم صلوٰتہٗ و تسبیحہٗ۔ کائنات کی ہر چیز اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے وہ آج کی سائنس اسلام کے دیگر اصولی مسائل کی طرح اس بات کی بھی تائید کر رہی ہے کہ ہر چیز میں ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔ نمرود کی آگ کو خدا نے خطاب کیا اسے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔ بحیرۂ قلزم کو خطاب ہوا کہ پھٹ جا تو، فوراً پھٹ گیا، گر انہیں ادراک، علم اور زندگی نہ ہوتی تو خدا کا حکم کیسے سنتے۔

اسباب میں تاثیر ڈالنے والی ذات افسوس کہ آج ہماری نظر صرف آلات اور اسباب پر رہ گئی ہے۔ مذہب اور غیبی باتیں دوسرے درجہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر خدا کی مدد نہ ہو اور صرف آلات و اسباب ہوں تو یہ کچھ بھی کارگر نہ ہو سکیں گے۔ آلات اور اسباب میں تاثیر ڈالنے والی ذات کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب چاہے کسی چیز کا ہونا تو کہہ دیتا ہے ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔

دیوبند کے طالب العلمی کے زمانے میں ایٹم بم اور سائنسی ترقیات کے حالات سن کر کچھ حیرانی سی ہو جاتی تھی کہ اب مسلمان کیسے فتح پائیں گے۔ اسی اثنا میں قیامت سے پہلے

قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی حالت پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ اللہ اکبر کے ایک نعرہ سے سارا قلعہ گر جائے گا، تو شبہ رفع ہوا کہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی طاقت ہے کہ ایک نعرۂ تکبیر دس لاکھ بموں کا کام دے سکتا ہے۔ اور اس زمانہ میں کیا ان چیزوں کا ظہور نہیں ہو سکتا ——؟ ہو سکتا ہے، مگر ایمان کامل کی ضرورت ہے۔

خدا سے کٹ کر ہم ہرگز ترقی نہیں پا سکتے

مسلمانوں کو خدا سے کاٹ کر دیگر قوموں کی صف میں کھڑا کرنے سے ہرگز یہ قوم ترقی نہیں پا سکتی۔ ٹھیک ہے ترقی کرتے رہو مگر دوسری طرف اپنے مقصد تخلیق کو مت بھولو۔ ایک طرف فرعون کی ساری طاقت اور ترقی، دوسری طرف حضرت موسیٰ کی ایک لاٹھی نے سمندر میں راستے بنا دیئے۔ سڑکیں بن گئیں، خشک بھی ہوگئیں، دریچے بھی لگ گئے۔ تازہ ہوا اور روشنی بھی آرہی ہے۔ ایک راستہ والے دوسرے راستہ والوں کو دیکھ بھی سکتے ہیں ——— یہ تھی ایک لاٹھی عصائے موسیٰ کی سائنس، اُدھر فرعون کی ساری سائنس اور ترقیاتی منصوبے، ساری قوت، سارا نظام پلک جھپکنے میں ختم ہوا ——— الغرض ساری کائنات خدا کی عبادت اور تسبیح میں لگی ہوئی ہے۔ پھر ان عظیم اجرام کائنات کے مقابلہ میں ہماری حیثیت کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے، کہ آسمانوں میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جو اللہ کی بندگی میں مشغول فرشتوں سے خالی ہو، سوئی رکھنے کی جگہ نہیں۔ آسمان فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے بوجھل ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ان زمینوں میں ہے، ان کا بھی یہی حال ہے۔ کیا یہ کافر بھی خدا کی تابعداری پر تکوینی طور پر مجبور نہیں ہیں ——؟ خدا کے حکم سے وہ بیمار ہوتا ہے، مرتا ہے، بچ نہیں سکتا، سر میں درد ہو تو کراہنے لگتا ہے، کھانا نہ دے تو نہیں دے سکتا۔ اسکی موت وحیات، عزت اور ذلت اُسی کے اختیار میں ہے۔ مگر اس کی بدقسمتی ہے کہ کسب واختیار کے درجہ میں جو چیز تھی اس کے لئے آمادہ نہیں ہوتا ——

صفات کی ترتیب اور باہمی ربط

اَلْمَلِکُ[۱] خدا شہنشاہ ہے حاکم ہے۔ القدوس[۲] ظلم سے پاک ہے اس جیسی بادشاہت کہیں بھی نہیں۔ مگر اس کی شان ہے کہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ مقدس اور پاک ہے۔ العزیز[۳] غلبہ کا مالک ہے۔ ایک آن بسیط میں یہ ساری کائنات مٹا سکتا ہے۔ سمندر کو حکم دے کہ پٹرول ہو جا، تو بھڑک اٹھے، زمین پگھل جائے۔ آندھی کو حکم دے کہ سارے پہاڑوں کو اٹھا کر دنیا پر پھیلا دے، کوئی اُسے اپنے ارادہ سے روک نہیں

سکتا، الحکیم۔ حکمت والا ہے، اس کا کوئی حکم بغیر حکمت اور فائدہ کے نہیں۔

چار صفات یہاں بیان ہوئیں اور جب وہ ہر عیب سے پاک اور ہر کمال سے متصف ہے تو اس کے قانون، احکام، کلام اور تمام ہدایات میں بھی کوئی عیب اور نقص نہ ہوگا۔

قرآن کو خواہشات کا تابع بنانا آج بدقسمتی سے مسلمان یا تو سرے سے اس کتاب سے بے خبر ہیں اور جو قرآن قرآن کرتے ہیں ان میں سے بھی بعض کا نعرہ ہے کہ ملّا کا قرآن چھوڑ دو، گویا مقصد یہ ہے کہ یہ تو خدا کا قرآن ہے اسے چھوڑ دو۔ اپنی خواہشات کے مطابق قرآن گھڑ لو مگر صاف کہہ نہیں سکتے تو ملّا پر اپنا غصّہ نکالتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ قرآن تو مانیں مگر اس کے احکام نہ مانیں کہ یہ احکام سود، شراب، جُوا کی حرمت اس زمانہ میں نہیں چل سکتے، انہیں بدل دو۔ حالات اور ظروف کے سانچہ میں انہیں ڈال دو۔ حالانکہ بدلی جاتی ہے وہ چیز جس میں نقصان ہو۔ جیسے حکیم اور ڈاکٹر کے نسخوں میں ترمیم ہوتی رہتی ہے ــ تو کیا خدا کے کلام میں نقص ہے؟ معاذ اللہ کہ اس میں ترمیم ہو۔ اور ترمیم کا حق بھی ہر ایرے غیرے کو ہو۔ بس جس نے چند روز کسی یہودی یا عیسائی کی شاگردی کی ہو، انگریز سے شرف تلمذ حاصل کر چکا ہو اسے قرآن میں ترمیم کا حق دیا جاوے۔ اور یہ جو باتیں ہیں یہ عہد جاہلیت ہی کی نقالی ہے۔ کفار نے حضورؐ سے اس قسم کی خواہشات کا اظہار کیا کہ بعض احکام زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے انہیں ذرا سا بدل دو، خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کو فرمایا کہ کہہ دیجئے:

مایکون لی ان ابدلہٗ من تلقاء	مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے اپنی طرف سے
نفسی ان اتبع الّا مایوحیٰ الیّ	بدل دوں۔ میں اسی چیز کی پیروی کروں گا جس کی
...	مجھے وحی ہوتی ہو۔

تبدیلی تو وہ شخص کر سکتا ہے جس کا علم اور قوت اللہ سے زیادہ ہو، صدر مملکت یا ڈپٹی کمشنر یا کسی کمشنر کے حکم کو کوئی بھنگی نہیں تبدیل کر سکتا ــ بہر تقدیر بے عیب ذات کا کلام اور دستور بھی بے عیب ہوتا ہے۔ اس لئے اس قرآن کی ہر دفعہ، ہر آیت، اور ہر حکم بے عیب ہے۔ تو اسے تبدیل کرنے کی بجائے زانو تہ کر کے اور سر تسلیم خم کر کے اسے مان لو ــ جب وہ الملک ہے، بادشاہ ہے۔ تو کیا ایسا ملک کہیں ہے جہاں بادشاہ ہو اور حکم یا قانون نہ ہو اور جب ہم سب اس کی رعایا ہیں تو ہمارے لئے بھی کوئی قانون ضروری ہے، اور وہ ہے قرآن، اور پھر اتمام حجت کیلئے ساری دنیا کے کرنے کو نے میں اس آواز اور قانون پہنچانے

کا بھی غیبی انتظام ہو رہا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں ایک ایک درس میں ہزاروں دوات قلم گنے جاتے تھے۔ مگر جب آج شوق نہ رہا تو خدا نے ریڈیو، اخبار، ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس کے پہنچانے کا انتظام کر دیا کہ وہ القدوس ہے یعنی ظالم نہیں ہے۔ کہ بغیر نوٹس اور آرڈر جاری کئے کسی کو پکڑے اور اگر کوئی کہے کہ میں تو قوت اور طاقت والا ہوں، مجھے قانون ماننے کی کیا ضرورت ہے، قانون کی گرفت سے بچ جاؤں گا۔ تو فرمایا العزیز کہ وہ زبردست قوت والا ہے، اس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی، سب پر زور آور ہے۔ قوم صالح ثمود عاد فرعون اور ابھی ابھی اس زمانہ کے فرعون امریکہ کو ویٹ نام میں ختم کر دیا۔ سکندر مرزا اور غلام محمد کو ختم کر دیا۔ پھر اگر کوئی کہے کہ ہم تو عرصہ سے بدعملی اور نافرمانی میں مبتلا ہیں، بغاوت کر رہے ہیں، مگر ہمیں تو پکڑا نہیں جاتا۔ تو فرمایا الحکیم وہ حکیم ہے، حکمت کا تقاضا ہے کہ مہلت دی جائے۔ وہ حلیم اور بردبار ہے۔ گرفت میں ڈھیل دیتا ہے۔ بچپن کے بعد جوانی، جوانی کے بعد بڑھاپے اور پھر ہر دم کا موقعہ دیا کہ اب تو قبر کے کنارے پر کھڑے ہو، اب تو کچھ بندگی کر لو —— پس ایسی ذات قدسی صفات کی طرف سے ہے یہ کتاب۔ تو اتنی بڑی نعمت کی بے قدری اور ناشکری کا انجام کیسا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ■■

وفاق

ان اقدار کے فروغ کا علمبردار ہے، جو آپ کو دل و جان سے عزیز ہیں۔
پاکستان کا ممتاز روزنامہ جو اُن تمام آلائشوں سے پاک ہے جن سے آپ اپنے افراد خاندان کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

تازہ ترین خبروں اور شائستہ مواد کے
مطالعہ کے لئے **وفاق** پڑھیے

سالانہ چندہ ۴۵ روپے۔ ششماہی ۲۳ روپیہ۔ سہ ماہی ۱۲ روپیہ

جنرل منیجر روزنامہ وفاق۔ ۱۴۔ میکلوڈ روڈ۔ پوسٹ بکس ۶۱۵۔ لاہور